THAT THEY MAY GAIN
UNDERSTANDING IN FAITH

کارِ دعوت کی دشواریاں اور مسائل

مصنف

فتحی یکن

مترجم

ساجد الرحمٰن صدیقی

شعبۂ دعوت و ارشاد
ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

۶۔	دعوت حق اور داعی کے مابین تنظیمی تعلق	۷۶
	اطاعت	۷۶
	کس کی اطاعت کی جائے	۷۷
	نافرمانی کس وقت واجب ہے	۷۸
	اپنے نفوس کو اطاعت کی عادت ڈالو	۷۸
	ذمے داری وجوابدہی	۸۰
	مسئولیت کا ذاتی شعور	۸۱
	تحریکی ذمے داری	۸۲
۷۔	تحریکی طبیعت	۸۴
	مرکز اثر انگیزی	۸۷
	مرکز قیادت عقل	۹۰

دعوتِ حق اور داعی کے مابین تنظیمی تعلق

اگرچہ دورِ جدید کی اسلامی تحریکات نے فکری اور روحانی پہلوؤں کی جانب خصوصی توجہ دی ہے مگر تنظیمی پہلو کو مناسب اہمیت نہیں دی گئی ہے حالانکہ کسی تحریک کا یہ بہت ہی اہم پہلو ہے بہرحال محکم تنظیمی ارتباط کے نہ ہونے کے باوجود ارکان دعوت میں جو ارتباط اور تعلق اخوت پایا جاتا ہے اس کا تعلق اسلامی عقیدے اور اخوت کے اسلامی تصور سے ہے جو ابھی تک مسلمانوں کو باہم جوڑے ہوئے ہے۔

تنظیمی ارتباط پر زور دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عقیدے اور اخوت کے ان اسلامی رشتوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مقصود بیان یہ ہے کہ ہر پہلو کو مناسب اور موزوں طریقے پر پیش نظر رکھا جائے اور ہر ایک پہلو کی حدود ملحوظ رکھی جائیں تاکہ تحریک میں توازن برقرار رہے اور کوئی انتشار نہ ہو اور تحریک کے نظم میں تناقض اور تضاد پیدا نہ ہو۔ بلکہ ہونا یہ چاہیئے کہ کارِ دعوت اور داعی کے درمیان ارتباط پوری طرح واضح ہو یعنی فرد اپنے فرائض کا احساس رکھے اور دعوت سے اپنے تعلق کو اس کے مطالبات کو اور اپنی ذمے داریوں کو بخوبی مدنظر رکھے۔

یہاں ہم چند اساسی قواعد بیان کرتے ہیں جن پر دعوت اور داعی کے درمیان تنظیمی تعلقات کی اساس قائم ہونی چاہیئے۔

۱) اطاعت

ہر تحریک کے تنظیمی ارتباط میں اطاعت کا عنصر لازمی ہے کہ کوئی بھی تحریک اس وقت تک قوت و تکمیل کے مراحل طے نہیں کر سکتی جب تک اس میں عنصر اطاعت موجود نہ ہو۔

Marfat.com

اسلام میں مفہوم اطاعت دین کے اصول عقائد اور شریعت سے ماخوذ ہے۔ یعنی مسلمانوں کی اپنے امیر کی اطاعت حکم الٰہی کی تعمیل کے طور پر ہے کیونکہ اسلام میں قیادت ہی احکام اسلام کی تطبیق کی ذمے داری پوری کرتی ہے اور قیادت ہی کے توسط سے اس اسلامی زندگی کا آغاز ہو سکتا ہے جس میں احکام الٰہی منطبق ہوں جو کہ دعوت اسلامی کی صورت میں ہوگا؛ اس لئے دعوت کے حامل مسلم بھائی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے (یعنی جبکہ وہ اللہ کا حکم بتا رہا ہو) اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء : ۵۹)

اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو، اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (بخاری و مسلم)

کس کی اطاعت کی جائے

اگر قائد دعوت شریعت اسلامی کے مطابق حکم دے تو اس کی اطاعت کارکنان دعوت پر لازم ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو بشرطیکہ اس حکم دینے اور اس کے قبول کرنے میں کسی ہوائے نفس کا دخل نہ ہو اور اس کی بنیاد ذاتی مذاق اور شخصی پسند اور ناپسند نہ ہو بلکہ بات صرف اس لئے مانی جائے کہ وہ خدا اور رسولؐ کا حکم ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اگر تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو عامل بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح ہو تو بھی اس کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔" (بخاری)

جب حضرت خالد بن الولید کو لشکر کی قیادت سے معزول اور ان کی جگہ حضرت عبیدۃ

Marfat.com

بن الجراح کو مقرر کرنے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرے اوپر کسی عورت کو بھی حاکم بنایا جائیگا تو میں اس کی بھی اطاعت کروں گا۔

نافرمانی کس وقت واجب ہے

اسلام نے جہاں حق کی اتباع میں قائد کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے وہاں اگر اس کا حکم خلاف حق ہو تو اس کی عدم اطاعت کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

" مسلمان پر ہر حکم کو ماننا لازم ہے خواہ وہ اسے پسند ہو یا ناپسند سوائے اس کے کہ حکم معصیت کا ہو کہ معصیت الٰہی میں کسی کی اطاعت لازم نہیں ہے۔" (بخاری و مسلم)

" حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا اور ایک انصاری کو اس کا امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں۔ وہاں وہ کسی بات پر ناراض ہو گئے لکڑیاں جمع کرائیں اور آگ جلوائی اور کہا کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ، کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا تھا کہ میری اطاعت کرنا۔ اس پر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا اور کہنے لگے کہ آگ ہی سے بچنے کے لئے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ اس پر ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا واپس آئے تو آپؐ سے یہ واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی نہ نکلتے کیونکہ اللہ کی نافرمانی کے کام میں اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت معروف میں ہے۔"

اپنے نفوس کو اطاعت کی عادت ڈالو

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو اطاعت کی عادت ڈالے اور قیادت کے احکام تسلیم کرے اور شیطانی وسوسوں پر نہ چلے کیونکہ سرکش نفوس کی قیادت دشوار ہوتی ہے۔

Marfat.com

تکبر بھی ایک بڑا سخت مرض ہے جس کے راستے شیطان نفس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور طاعت اور تواضع متکبرین کے مزاج کے خلاف ہے اور ان پر اطاعت کرنا گراں گزرتا ہے۔

جبلۃ بن ایہم کو حضرت عمرؓ کا حکم گراں محسوس ہوا۔ اور اس نے اسلام کو چھوڑ کر نصرانیت اختیار کر لی اور گمراہ ہو گیا۔

ابو عمر الشیبانی لکھتے ہیں کہ جبلۃ بن ایہم آل جفنہ کے بادشاہوں میں سے تھا اس نے حضرت عمرؓ سے آنے کی اجازت چاہی آپؓ نے اجازت دی، وہ اپنے خاندان کے پانچ سو افراد کے ہمراہ آیا حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور اس کے استقبال کا حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے اس کو خوش آمدید کہا اپنے پاس بٹھایا اور اس کا اکرام کیا۔

حج کا موسم آیا تو حضرت عمر حج کے لئے روانہ ہوئے جبلہ بھی آپ کے ساتھ گیا دوران طواف اس کی چادر پر بنی فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں پڑ گیا جبلہ نے اس فزاری کے تھپڑ مارا اور فزاری کی ناک کا بانسہ ٹوٹ گیا۔ حضرت عمر نے اسے بلوایا جب وہ آیا تو اس سے پوچھا اس نے کہا جی ہاں امیر المومنین اس نے میری چادر پر پاؤں رکھا تھا، اگر کعبہ کی حرمت ملحوظ نہ ہوتی تو میں اس کے سر پر تلوار مار دیتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے اقرار کر لیا اب یا تو اس شخص کو راضی کر لے یا میں تجھ سے اس کا بدلہ لوں گا۔ جبلہ نے کہا کہ تم کیا کرو گے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ فزاری کو حکم دوں گا کہ وہ تجھے اسی طرح تھپڑ مارے جس طرح تو نے اسے مارا ہے جبلہ نے کہا اے امیر المومنین یہ کیونکر ممکن ہے میں بادشاہ ہوں وہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسلام نے تجھے اور اسے ایک ہی سطح پر کھڑا کر دیا اب تیرے لئے کوئی بات وجہ فضیلت باقی نہیں رہی سوائے تقوی اور عفت بالی کے جبلہ نے کہا۔ اے امیر المؤمنین میں تو سمجھا تھا کہ جاہلیت کی بہ نسبت اسلام میں میں زیادہ باعزت متصور ہونگا حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس بات کو چھوڑ و اگر تم نے اس شخص کو راضی نہ کیا تو میں تم سے اس کا بدلہ لوں گا جبلہ بولا میں نصرانی ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام لانے کے بعد نصرانی ہو گیا تو میں تجھے جرم ارتداد میں قتل کر دوں گا۔ اس پر جبلہ نے ایک رات کی مہلت طلب کی اور رات کو فرار ہو کر قسطنطنیہ پہنچ گیا اور عیسائی ہو گیا۔ [1]

---

۵ [1] : الاغانی و فتوح البلدان

Marfat.com

ذمے داری وجوابدہی

اسلام میں مسئولیت اور جوابدہی کے دو پہلو ہیں ایک ذاتی مسئولیت اور جوابدہی اور ذمے داریوں کے پورا کرنے کا پہلو ہے اور دوسرا اجتماعی مسئولیت اور اجتماعی ذمے داریوں کا پہلو ہے۔

داعیان حق کی بھی ان ہر دو پہلوؤں سے مسئولیتیں اور ذمے داریاں ہیں کہ اولاً وہ اپنی ذات کے امین ہیں اور اپنی ذات کے حق میں جوابدہ ہیں۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ (الشمس : ۷-۱۰)

اور (قسم ہے انسان کی) جان کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو درست بنایا۔ پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) کا اس کو القا کیا۔ یقیناً وہ مراد کو پہنچا۔ جس نے اس (جان) کو پاک کر لیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبا دیا۔

اسی طرح ان پر اجتماعی ذمے داریاں بھی عائد ہیں اور وہ اجتماعی مسئولیات پر بھی جواب دہ ہیں

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (البقرہ : ۱۴۳)

اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے، تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں۔

"جس مسلمان کی رات اس طرح گزری کہ اسے مسلمانوں کی فکر نہ تھی وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے"۔

اسلام کی ذمے داریاں بلاشبہ بہت بڑی ذمے داریاں اور اس قدر ثقیل ہیں کہ ان کے اٹھانے سے پہاڑ بھی عاجز ہیں اور ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے بہت جدوجہد اور

Marfat.com

سعی و کاوش کی ضرورت ہے۔

مسئولیت کا ذاتی شعور

اسلام کو درپیش معرکہ میں ثابت قدمی کے لئے ضروری ہے کہ داعی حق کا ایمان مضبوط اور عمیق ہو اور شدائد میں حد درجہ صبر کا مالک ہو، اس میں اسلام کی جانب سے عائد مسئولیت کا مکمل احساس موجود ہو، اور وہ ان ذمے داریوں کے پورا کرنے کے لئے پوری طرح تیار اور آمادہ ہو اور ان ذمہ داریوں کو اپنے نفس سے صادر ہونے والے فطری شعور اور جذبہ سے پورا کرے۔

اس احساس ذمے داری کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مسلمان لازماً کسی تحریک کا رکن ہو یا باقاعدگی کے ساتھ کسی جماعت میں شریک ہو بلکہ یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی جانب سے عائد ہونے والی ذمے داریوں کو پورا کرے اور فروغ اسلام کی کوشش اور تبلیغ اسلام کے لئے جدوجہد کرتا رہے۔

بالخصوص دور جدید میں اسلام کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو اسلام کی جانب سے عائد ہونے والے اپنے فرائض بخوبی سمجھتے ہوں اور ان کی تکمیل کے لئے جذبہ و احساس رکھتے ہوں اور شب و روز پیہم جدوجہد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

درحقیقت قرون اولی کے مسلمانوں میں یہی حمیت اور جوش و جذبہ موجود تھا اور وہ ہر مرحلے اور ہر موقعہ پر اسلام کی خدمت میں منہمک رہتے تھے اور تبلیغ اسلام کی شب و روز جدوجہد کرتے رہتے تھے چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ مجھے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع کی تلاش میں بھیجا، کہ میں انہیں جاکر آپؐ کا سلام کہوں اور حال پوچھوں میں مقتولین میں ان کو تلاش کرتا ہوا ان کے پاس پہنچا تو وہ زخمی پڑے ہوئے آخری سانس لے رہے تھے اور ان کے جسم پر ستر زخم تھے میں نے کہا اے سعد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کا حال پوچھتے ہیں، سعد بولے رسول اللہ کو میرا سلام کہیئے اور عرض کر دیجئے کہ میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہنا کہ تمہارے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا اگر تمہاری موجودگی میں رسول اللہؐ کو کوئی تکلیف پہنچی۔ اس کے ساتھ ہی سعد کی روح جسدِ خاکی سے

Marfat.com

ملاء اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

تحریکی ذمے داری

ذاتی شعور و احساس اجتماعی ذمے داریوں کے پورا کرنے پر بڑا اثر انداز ہوتا ہے اور ذاتی ذمے داریوں کا عدم احساس تحریکی ذمے داریوں کے پورا کرنے میں حارج ہوتا ہے اور ایسے عناصر جو انفرادی ذمے داریوں کے پورا کرنے میں تساہل برتتے ہوں دعوت کی تحریکی ذمہ داریوں کے پورا کرنے میں بھی متائل رہتے ہیں اور ان کی یہ روش دعوت کے تحریکی انداز میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور اس طرح تحریک کی حقیقی قوت ضائع ہو جاتی ہے

بہرحال داعیٔ حق کے لئے لازمی ہے کہ اس میں انفرادی ذمے داریوں کی تکمیل کا جذبہ بھی موجود ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ اجتماعی اور تحریکی ذمے داریوں کو بھی پورا کرے تاکہ دعوت اور داعی میں جوہری اور تنظیمی تعلق استوار ہو سکے۔

داعیٔ حق کو ہر طرح کے احوال کے مناسب فرائض کی انجام دہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور اسے تمام اعمال دعوت میں دلچسپی لینی چاہیئے۔

اس مقام پر ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ عہد رسالتؐ میں تحریک اسلامی کا نظم و ضبط کس اعلیٰ مقام پر پہنچا ہوا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر جہاد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے، آپؐ ایک مقام پر فروکش ہوئے اور پوچھا کہ اس رات ہماری کون حفاظت کرے گا؟ ایک مہاجر اور ایک انصاری یعنی عمار بن یاسر اور عباد بن بشر کھڑے ہوئے جب گھاٹی کے کنارے پر پہنچے تو انصاری نے مہاجر سے کہا تم رات کا کون سا حصہ آرام کرنا چاہو گے۔ مہاجر صحابی نے کہا پہلا حصہ، چنانچہ وہ لیٹ کر سو گئے اور انصاری صحابی نے نماز پڑھنا شروع کر دی کسی مشرک نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اور ان کے ایک تیر مارا انہوں نے تیر نکالا اور بدستور کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے اس نے دوسرا تیر مارا انہوں نے تیر کھینچ کر نکالا اور کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے۔ پھر تیسرا تیر لگا وہ بھی نکال کر نماز پڑھتے رہے اور رکوع و سجدہ کیا اور

Marfat.com

نماز پوری کرکے اپنے ساتھی کو جگایا، عمار بن یاسر اٹھے اور انصاری کو اس طرح خون سے تر بتر دیکھ کر کہا تم نے مجھے پہلا تیر لگتے ہی کیوں نہ اٹھا دیا، اس پر انصاری نے کہا کہ میں سورۃ قرآن تلاوت کر رہا تھا اور مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں اپنی قرات درمیان میں چھوڑ دوں، جب پے در پے تیر لگے تب میں نے رکعت پوری کی اور تمہیں اٹھایا اور قسم بخدا اگر میں اس مقام سے ہٹوں جس پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مقرر کیا ہے تو میں پہلے ہی مارا جاؤں [1]

ہر داعی کو چاہیئے کہ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے اسی طرح سرحدوں پر ڈٹا رہے اپنے مؤقف حق پر جما رہے اور اپنی ذمے داریوں کو پورا کرتا رہے۔ اور اس طرح مجاہدین کا ثواب حاصل کرے اور عمل جہاد میں شریک رہنے کا ثواب حاصل کرے کہ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے ماسوا اس شخص کے جو جہاد میں ہو یا جہاد کی تیاری میں ہو کہ اس کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور قیامت تک اس کا رزق جاری رہتا ہے [2]

---

[1] : الطبرانی

Marfat.com

تحریکی طبیعت

موجودہ دور میں داعیان حق کی کثیر تعداد تحریکی طبیعت کی حامل نہیں ہے جو ظاہر ہے کہ دعوت اسلامی کے لئے بے حد مضرت رساں ہے کہ اس جمود، تعطل اور لاپرواہی سے دعوت کی فعالیت متاثر ہوتی ہے، حرکت اور انقلاب کی قوت کمزور پڑتی ہے اور تحریک حالات و وقائع سے پوری طرح استفادہ کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

حالانکہ اسلام کے فکری اصولوں اور اخلاقی ضوابط میں اس قدر زبردست قوت تاثیر موجود ہے کہ اگر اسلام کے علمبردار اس سیرت و کردار کے حامل ہوں تو بہت گہرے اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔

دور جدید کے معاشرے کی خامیاں بلاشبہ بے حساب ہیں، لیکن شاید ان کے کثرت سے بیان کی وجہ عمل و جہاد کی ذمے داریوں سے فرار حاصل کرنا اور اشاعت اسلام کے سلسلے میں اپنی کوتاہیوں کا جواز بھی فراہم کرنا ہے یہاں تک کہ ہم نے خود اپنے آپ کو فریب دے لیا ہے اور یہ خرابیاں بیان کرتے کرتے ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصلاح احوال کی اب کوئی صورت باقی نہیں رہی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ دور جدید کے معاشرے میں جہاں بے حد خرابیاں موجود ہیں وہاں اس معاشرے میں قبولیت دعوت کی کچھ صلاحیتیں بھی موجود ہیں بشرطیکہ داعیان حق ہمت و عزم سے کار دعوت انجام دیں۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ دعوتِ حق کے راستے میں رکاوٹیں اور مزاحمتیں نہیں ہیں مزاحمتیں ہیں اور اس قدر شدید ہیں کہ عام حالات میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ ان دشواریوں اور صعوبات کی موجودگی کو اہل حق کی پسپائی

Marfat.com

اور بے عملی پر منتج نہیں ہونا چاہیئے کہ ابھی تک خیر وشر اور حق و باطل کے فیصلہ کن معرکہ کا آغاز نہیں ہوا ہے اور نہ ہی میری نظر میں دشواریاں اور صعوبتیں فرار کا باعث بن سکتی ہیں کیونکہ جہاں چیلنج ہو اور معرکہ درپیش ہو وہاں فرار نہیں ہے بلکہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ

(آل عمران : ۳ : ۱۷۳ : ۱۷۴)

جن کو کہا لوگوں نے کہ انہوں نے جمع کیا اسباب تمہارے مقابلے کو، سو تم ان سے خطرہ کرو پھر ان کو زیادہ آیا ایمان اور بولے بس ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔ پھر چلے آئے اللہ کے احسان سے اور فضل سے کچھ نہ پہنچی بُرائی اور چلے اللہ کی رضا پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

میں یہاں اس امر کی وضاحت ضروری خیال کرتا ہوں کہ آزمائشیں، مصائب اور مشکلات راہ حق پر مزید ثبات عطا کرتی ہیں اور داعی کو یہ موقعہ فراہم کرتی ہیں کہ وہ پچھلی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نظر کرے اور تجربات اور واقعات کی روشنی میں از سر نو اپنے آپ کو کار دعوت کے لئے تیار کرے۔

حضرت نوحؑ نو سو پچاس برس تک دعوتِ حق دیتے رہے اور مصائب برداشت کرتے رہے اور یہ درس دیتے رہے کہ ناکامی ہمتوں کو پست نہیں کرتی بلکہ مزید جد و جہد اور سعی و کاوش پر آمادہ کرتی ہے۔

حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَآءَھُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ط وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ط

(یوسف : ۱۱۰)

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا تھا پہنچا ان کو مدد ہماری، پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا۔ اور پھیری نہیں جاتی آفت ہماری گناہگار سے البتہ ان کے اعمال سے، اپنا حال قیاس کرتا ہے عقل والوں کو۔

آج اسلام کو جو معرکہ درپیش ہے اس میں ایسے افراد کار کی ضرورت ہے جن کی زندگی اسلام کے لئے وقف ہو، جو اسلام کے مطابق زندگی گزار رہے ہوں اور اسلام ہی کے لئے زندہ ہوں آج جبکہ اہل ضلالت و باطل اپنے گمراہ اور باطل افکار و نظریات کے لئے لامتناہی جدوجہد کر رہے ہیں اور ان نظریات کی خاطر ہر طرح کی جانی و مالی قربانیاں دے رہے ہیں، اس صورتحال کے پیش نظر ہمارے لئے یہ بات بے حد شرمندگی کا باعث ہے کہ ہم اسلام کے لئے جدوجہد نہ کریں، ہمیں حق پر غیرت نہ آئے اور ہم اللہ کی دی ہوئی ہدایت کی خاطر جانی اور مالی قربانیاں نہ دیں

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا
اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ج وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (البقرہ: ۲۲۱)

وہ لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جاویں۔

ایسے مسلمان افراد جن کی زندگی کے لمحات اسلام کی ہدایات کے برخلاف گزرتے ہیں، جو اپنے شب و روز میں کسی وقت اسلام کے لئے پریشان نہیں ہوتے، اور جو اسلام کی جدوجہد کا کوئی اشتیاق و جذبہ نہیں رکھتے ظاہر ہے کہ ان کی ذات سے کوئی امید وابستہ نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ان کے ہاتھوں اسلام کی نصرت کی توقع قائم کی جا سکتی ہے۔

ذرا دیکھئے کہ داعیانِ حق اور عاملین میں بے عملی کے اصل بواعث کیا ہیں؟

Marfat.com

مرکز اثر انگیزی

انسانی وجود میں قلب ہر اثر انگیزی کا مرکز ہے کہ داعی کے قلب پر ہر ہدایت و توجیہ کا اثر ہوتا ہے اور حتیٰ کہ افکار میں بھی قلب عقل کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝ (الحج: ۴۶)

کیا پھرے نہیں ملک میں جو ان کو دل ہوتے جن سے بوجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں۔

ایمان بھی قلب کی اثر انگیزی سے حاصل ہوتا ہے اور اسی سے زندگی، حرارت اور نتیجہ خیز عملی جد و جہد وجود میں آتی ہے اور جسقدر قلب میں حرارت ایمانی کم ہوتی جاتی ہے اسی قدر انسان کا عمل کمزور پڑتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بالکل بے عمل ہو جاتا ہے۔

قلب کی اس شدید حساسیت اور اثر انگیزی کے پیش نظر قلب توجہ خاص ضروری ہے قلب کی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں اس میں اشراق، ضیاً اور صفاء کی صلاحیت ہے، وہاں وہ تاریکی دھندلاہٹ اور زنگ کو بھی فوراً قبول کرتا ہے، اس لئے داعی حق کو چاہیئے کہ اپنے قلب کی حالت پر خاص نظر رکھے اور شب و روز کے کسی حصہ میں غافل نہ ہو اور ہمہ وقت اس کے اشراق ضیاً اور صفا کے عمل میں مصروف رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"قلوب پر زنگ آجاتا ہے اور یہ زنگ استغفار سے دور ہوتا ہے۔

داعیان اسلام کو مکائد شیطانی سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان کے قلوب کو صفائی اور اشراق کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اس صفاء باطن اور اشراق قلب ہی کی بنا پر وہ اپنے وجود کی شعاعیں مخاطب دعوت پر منعکس کر سکتے ہیں، اور قلب ہی کے حکم کے مطابق اس کے تمام اعضاء عمل کریں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

' انسان کی آنکھیں اس کی راہبر، اس کے کان اس کے مطیع، اس کی زبان اس کی ترجمان، اس کے ہاتھ اس کے بازو اس کے پیر اس کے بریدا ور اس کا قلب اس کا بادشاہ ہے کہ قلب جو حکم دیتا ہے اعضاء اس کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں '

قلب کی جانب توجہ مستقل اور دائمی ہونی چاہیئے اور اسے ہر شر کے مقابلہ کے لئے تیار رکھنا چاہیئے کہ شیطان ابن آدم کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور صفائے قلب کا ذریعہ اخلاص عبادت ہے اور بالخصوص رات کی عبادت میں اخلاص اور آیات الٰہی میں غور و فکر اور تلاوت صبح

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

(الاسراء: ۷۸)

بیشک صبح کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

اور اللہ کے سامنے عاجزی اور نیاز مندی کرنا اور موت کے بارے میں سوچنا اور اس کی تیاری کرنا، یہ تمام صفائے قلب کے ذرائع ہیں ان کو اختیار کرنا تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے، چنانچہ فرمان نبوت ہے کہ

' اگر شیطان ابن آدم کے قلب کے چکر نہ لگاتا رہے تو ابن آدم ملکوت سماوات کو دیکھ سکتا ہے '

بہر حال قلوب میں سختی اور نرمی کے ہر دو پہلو موجود ہیں اور اطاعت رب قلب میں نرمی پیدا کرتی ہے جبکہ معصیت سختی پیدا کرتی ہے۔

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (الحدید: ۱۶)

(پھر اس حالت میں) ان پر زمانہ دراز گزر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر ان کے دل خوب ہی سخت ہو گئے۔

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ: ۷۴)

ان کی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت

Marfat.com

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (المطففین:۱۴)

ہرگز (ایسا) نہیں بلکہ (اصل وجہ ان کی تکذیب کی یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

حضرت ابن المبارک کے اشعار ہیں۔

رایت الذنوب تمیت القلوب
وقد یورث الذل ادمانها
وترك الذنوب حیاة القلوب
وخیر لنفسك عصیانها

(گناہوں سے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور مسلسل گناہوں کا ارتکاب انسان کو ذلیل کر دیتا ہے گناہوں کے ترک سے دلوں کو تازگی ملتی ہے اور تیرے نفس کے لئے گناہوں کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

' دلوں پر فتنے اس طرح پے در پے وارد ہوتے ہیں جس طرح چٹائی میں ایک ایک پٹی اوپر آتی جاتی ہے، جو قلب اسے قبول کر لیتے ہیں ان میں سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اور جو قلب اس سے انکار کرتے ہیں ان میں ایک نکتہ بیاہ پیدا ہو جاتا ہے بالآخر بعض قلب اس قدر شفاف و سپید ہو جاتے ہیں کہ کبھی کوئی فتنہ ان پر اثر انداز نہیں اور بعض قلب اس قدر سیاہ ہو جاتے ہیں کہ ان سے معروف و منکر کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے '

داعی حق کو چاہیئے کہ ہم وقت اپنے قلب پر نظر رکھے اپنے تصرفات کا جائزہ لیتا رہے اور وسوسوں اور پوشیدہ احساس کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کرے کہ ایسے معمولی اعمال بھی کثرت کی بنا پر خطرناک ہو جاتے ہیں، چنانچہ فرمان نبوت ہے کہ

' چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو کہ یہی گناہ جمع ہو کر باعث ہلاکت بن جاتے ہیں کسی شاعر نے اس مفہوم کو بڑی خوبصورتی سے ادا کیا ہے کہ۔

Marfat.com

لا تحقرن صغیرۃ ان الجبال من الحصی

(چھوٹے چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھو کہ کنکریاں جمع ہوکر ٹیلہ بن جاتی ہیں)

داعی کا قلب ایک شفاف آئینہ کی طرح ہونا چاہیئے جس میں اصول اسلام نقش ہوں جن سے خود بھی متاثر ہو اور دوسروں پر بھی اثر ڈالے اور صفات کریمہ اور اخلاق فاضلہ کو نشو و ارتقاء حاصل ہو اور اس کی عملی زندگی میں اسلامی احکام جاری و ساری ہوں۔

داعی کو اسلام کے جملہ احکام اور ہدایات کے بارے میں ہر وقت یہ احساس رکھنا چاہیئے کہ وہ خود ہی ان احکام کا مخاطب ہے اور اسلام اس کے لئے ایک قائد کی طرح ہو کہ ادھر سے احکام مل رہے ہوں اور ادھر سے سپاہی ان کی تعمیل کر رہا ہو۔

اس طرح داعی اپنی زندگی کی تعمیر کرے تو اسے اسلام کی ہر ہدایت پر عمل کرنے میں ایک لذت محسوس ہونے لگے گی۔

مرکز قیادت عقل

داعی کی زندگی میں دعوت کے عملی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی فکر میں پختگی، اس کی فہم میں گیرائی، اور اس کے علم میں گہرائی ہو، کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کم علم دیندار حضرات تعلیمیافتہ اہل باطل کے سامنے مات کھا جاتے ہیں۔

انسان کا قلب سے براہ راست تعلق ہے اور قلب جس خیر و شر سے متاثر ہوتا ہے اس سے انسان بھی متاثر ہوتا ہے اور مفاہیم و افکار کی دنیا میں قلب عقل سے وابستہ ہے عقل کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم نے انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دی ہے اور اسلام نے مجنون فاقد العقل اور پاگل کو جوابدہ نہیں قرار دیا ہے۔

اگر داعی حق محض قلب پر توجہ رکھے اور عقل سے صرف نظر کرے تو اس کے پاس عقل کا ہتھیار باقی نہیں رہے گا۔ اور اگر عقل پر دار و مدار رکھے اور قلب کو ساتھ نہ رکھے تو استقرار اطمینان اور ثبات کے عوامل ختم ہو جائیں گے غرض کمال دعوت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک داعی قلب و نظر میں ہم آہنگی پیدا کرے۔

Marfat.com

داعی کے لئے عبادت، مراقبہ، ذکر وفکر، موت کی یاد اور تصور آخرت بے حد ضروری امور ہیں اور اسی طرح اس کے لئے مطالعۂ فقہ وعلوم دینی اور تحریر وتقریر کا ملکہ لازمی خصوصیات ہیں، در حقیقت داعی کے علم وفکر میں اس قدر وسعت وگہرائی ہونی چاہیئے کہ وہ ہر موقع پر اور ہر ماحول میں دعوتی فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے سکے اور بالخصوص دور جدید میں تو داعی حق کا آشنائے علوم ہونا اور بھی ضروری ہوگیا ہے کہ اسلام کو آج بے شمار فکری، نظریاتی اور عملی چیلنج درپیش ہیں اور ان سے واقفیت داعی کے لئے ناگزیر ہوگئی ہے ظاہر ہے کہ محض بے دلیل خطابت کے زور پر ان تحدیات سے نبرد آزما ہونا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی صرف جوش وولولہ کے اظہار سے اسلام کے موقف کی تائید کی جاسکتی ہے۔ بلکہ لازمی ہے کہ دلیل کے مقابلہ میں دلیل پیش کی جائے، فکر کے مقابلہ میں بہتر فکر لائی جائے اور نظریہ کا جواب اس سے خوب تر نظریہ سے دیا جائے تاکہ مادیت کے کھوکھلے دعاوی سمندر کے جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں۔ اور اسلام کی حقانیت قلوب میں راسخ ہو جائے۔

داعی کو کار دعوت میں قرآن کریم اور سیرت نبویؐ کو اپنا مطمع فکر بنانا چاہیئے اور اسی سے بلیغ عقلی اسالیب دریافت کرکے اسلام کے مدمقابل نظریات کا توڑ کرنا چاہیئے۔

غرض داعی حق کی تیاری اس معیار کی ہونی چاہیئے جس معیار کی تیاری آج کے دور میں تحریک اسلامی کے لئے ناگزیر ہے، یعنی اس کی ذات روحانی قوت، سلامت فکر اور حسن اخلاق کا حسین پیکر ہو اور اس طرح اس کی شخصیت اس قدر جاذب بن جائے کہ لوگ اس سے خود بخود متاثر ہوتے چلے جائیں۔

Marfat.com

کارِ دعوت کی دشواریاں اور مسائل

مصنف

شیخ یٰسین

مترجم

ساجد الرحمٰن صدیقی

شعبہ دعوت و ارشاد

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

Marfat.com